REGD No. L. 5254 — بسم اللہ الرحمن الرحیم — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۵/۱۰ ۸ احسان ۱۳۳۵ھش ۸ جون ۱۹۵۶ء نمبر ۱۳۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت تا حال پہلے جیسی ہی ہے۔ حضور نے پچھلے دنوں صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا تھا۔

"طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔ نماز پڑھانے کے لئے تکلیف اٹھا کر آجاتا ہوں۔ مگر کھڑے ہونے یا تشہد میں بیٹھنے میں ٹانگوں میں تکلیف محسوس ہوتی ہے اور درد ہوتی رہتی ہے۔ احباب دعا کرتے رہیں مری میں آکر فائدہ ہوا ہے۔ کہ ربوہ میں جو ٹہلنے کے لئے ایک احساس مجبوری پیدا ہوتا تھا۔ اس میں کمی ہے اب کرسی پر کچھ بیٹھ جاتا ہوں۔ لیکن جس دن کوئی تشویش کی بات پیدا ہو اس دن ٹہلنے پر مجبور ہو جاتا ہوں۔"

احباب حضور کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

اخبار احمدیہ

ربوہ ۷ جون۔ کل دوپہر کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو یکلخت ٹھنڈا پسینہ آنے لگا اور ساتھ ہی بلڈ پریشر گر گیا۔ ٹمپریچر دیکھا۔ تو وہ نارمل سے نیچے آچکا تھا۔ اسی طرح خدا کے فضل سے چودہ دن کے بعد بخار ٹوٹ گیا۔ مگر اس وقت سے ضعف زیادہ ہے اور انتڑیوں میں بھی ابھی تک سوزش کی کیفیت ہے احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

عالمی جنگ چھڑنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ روسی وزیر اعظم مارشل بلگانن کا اعلان

روسی افواج میں تخفیف کی وجہ سے مغربی طاقتوں کے متعلق ایسے ہی اقدام کی توقع کا اظہار

لنڈن ۷ جون۔ ماسکو ریڈیو کی نشر کردہ اطلاع کے مطابق روسی وزیر اعظم مارشل بلگانن نے کہا ہے کہ کسی علاقہ میں بھی جنگ چھڑنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ ریڈیو مارشل بلگانن کا ریکارڈ کردہ ایک پولیس انٹرویو نشر کر رہا تھا۔ جو انہوں نے "ایکسپریس" نامی اخبار کے نامہ نگار کو گزشتہ ہفتہ کے روز دیا تھا مارشل بلگانن نے کہا ہے کہ روس نے اپنی افواج میں بحیطرف تخفیف شروع کر دی ہے۔ کیونکہ اسے یقین ہے کہ کوئی بھی جنگ کا خواہاں نہیں ہے۔ انہوں نے مزید کہا یورپ میں برطانیہ کبھی جنگ نہیں شروع کرے گا۔ فرانس بھی جنگ نہیں چاہتا۔ اور جرمنی اگر چاہے بھی تو جنگ کر نہیں سکتا۔ ہمیں امید ہے کہ تخفیف اسلحہ و افواج کے سلسلہ میں مغربی طاقتیں ہماری تقلید کریں گی۔

فرانس کی ریزرو فوج کے سپاہیوں کا الجزائر میں لڑنے سے انکار

سپاہیوں کو ٹرین سے اتار کر بیرکوں میں واپس بھجوا دیا گیا

پیرس ۷ جون۔ کل جب پیرس کے ایک ریلوے سٹیشن پر ریزرو فوج کے بعض سپاہیوں اور چھٹیوں سے واپس آنے والے فوجیوں نے الجزائر بھیجے جانے کے خلاف احتجاج کیا۔ تو فوجی ٹرین ساڑھے تین گھنٹے لیٹ ہو گئی۔ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ انہیں فوجی خدمات کے سلسلہ میں الجزائر نہ بھیجا جائے۔ احتجاجی فوجیوں کو ٹرین سے اتار کر بیرکوں میں واپس بھیجد یا گیا۔

پیرس ۷ جون۔ کل فرانسیسی کابینہ نے چھوٹے ہتھیار مشرق وسطیٰ بھیجنے پر پابندی لگانے کے فیصلہ کی توثیق کر دی۔ فرانسیسی وزیر خارجہ نے چند روز ہوئے اس فیصلے کا نیشنل اسمبلی میں اعلان کیا تھا۔

لبنان کی کابینہ مستعفی ہو گئی

بیروت ۷ جون۔ لبنان میں عبداللہ الیافی کی کابینہ مستعفی ہو گئی ہے۔ اور لبنان کے صدر کمیل شمعون نے اس کا استعفا منظور کر لیا ہے۔ تاہم انہوں نے جناب عبداللہ الیافی سے کہا ہے۔ کہ وہ نئی حکومت کی تشکیل تک اپنے عہدے پر برقرار رہیں۔ کل شام صدر شمعون نے نئی حکومت بنانے کے سلسلہ میں سیاسی پارٹیوں کے قائدین سے بات چیت کی۔

پاکستان ایران اور عراق جہاز رانی کی ایک مشترکہ کمپنی قائم کریں گے

کراچی ۷ جون۔ جہاز رانی کی ایک مشترکہ کمپنی کھولنے کے لئے پاکستان ایران اور عراق کے نمائندوں میں آج سے بات چیت شروع ہو رہی ہے۔ ایران اور عراق کے نمائندے کراچی پہنچ چکے ہیں۔

اپنے اندر وہ روحانی قوت پیدا کرو کہ جس کی مدد سے انسان گناہوں کے محرکات کا مقابلہ کر کے اللہ تعالیٰ کا مقرب بن سکتا ہے

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے ماہانہ اجلاس میں نوجوانوں سے مکرم مولانا ابو العطاء کا خطاب

ربوہ ۷ جون۔ مکرم مولانا ابو العطاء صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین ربوہ نے کل شام مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے ماہانہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے نوجوانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ انہیں جوانی کے زمانہ میں ہی جب انسان میں قوت عملیہ بیدار ہوتی ہے۔ وہ روحانی طاقت حاصل کرنا چاہیئے۔ کہ جس کی مدد سے گناہوں اور بدیوں کے محرکات کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کا مقرب بن کر ہر طرح سے محفوظ و مامون ہو جاتا ہے۔

آپ نے نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: آپ لوگ نوجوان ہیں سلسلہ کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ آگے چلکر آپ سلسلہ کی عظمت کا نشان بننے والے ہیں۔ اگر آپ نے اس قیمتی زمانہ کو یونہی گنوا دیا۔ اور اپنی روح میں وہ قوت وہ طاقت اور وہ بالیدگی پیدا نہ کی جس کا حصول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد آپ میں سے ہر ایک کے لئے آسان کر دیا گیا ہے۔ تو پھر اس سے بڑھ کر بدبختی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

مجلس خدام الاحمدیہ کا یہ ماہانہ اجلاس نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک میں قائد مقامی مکرم صوفی بشارت الرحمن صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا تھا۔ جس میں گزشتہ ٹورنامنٹ اور دیگر ورزشی مقابلوں میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام کو انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

تقریب رخصتانہ اور دعوت ولیمہ

ربوہ ۷ جون کل بعد نماز مغرب مکرم میاں عبدالحی صاحب مبلغ انڈونیشیا کی دعوت ولیمہ ہوئی جس میں متعدد بزرگان سلسلہ و احباب نے شرکت فرمائی۔

تقریب رخصتانہ گزشتہ اتوار (۳ جون) کو عمل میں آئی تھی۔ جبکہ برات صبح سیالکوٹ روانہ ہوئی۔ اور اسی دن رات کو واپس آئی۔ میاں عبدالحی صاحب کا نکاح چند ماہ قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی محترم ملک نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی اور ملک عزیز احمد صاحب کی صاحبزادی محترمہ رضیہ کوثر کے ساتھ ہوا تھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ شادی ہر لحاظ سے مبارک اور مثمر ثمرات حسنہ کرے مکرم ملک عزیز احمد صاحب ایک عرصہ سے شدید بیمار چلے آرہے ہیں۔ ان کی صحت کاملہ کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل بی

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۸ جون ۱۹۵۶ء

مذہبی آزادی

مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی نے چین کا دورہ کرنے کے بعد کنٹن سے ہانگ کانگ پہنچنے پر ایک بیان دیا ہے۔ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ دوسرے کمیونسٹ ممالک کے برخلاف چین میں لوگوں کو اپنے اپنے مذہبی عقائد پر قائم رہنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی آزادی حاصل ہے۔ وہاں حکومت کی طرف سے ایسی کوئی پابندی عائد نہیں ہے۔ کہ لوگ کسی مذہبی عقیدے پر قائم نہ رہ سکیں۔ یا اپنے طریق پر خدا تعالیٰ کی عبادت نہ کر سکیں۔

مولانا نے تو دوسرے کمیونسٹ ممالک کے مقابلے میں اس قسم کی مذہبی آزادی کو چین کی ایک امتیازی خوبی قرار دیا ہے۔ لیکن ہمارا تجربہ بتاتا ہے۔ کہ جو لوگ خود کمیونسٹ ممالک کی دعوت پر ان ملکوں کے دورے پر جاتے ہیں۔ وہ بالعموم یہی گیت گاتے ہوئے واپس آتے ہیں۔ کہ ان ممالک میں مذہبی آزادی کا دور دورہ ہے۔ اور وہاں کی کمیونسٹ حکومتوں کی طرف سے مذہب کے معاملے میں کوئی سختی روا نہیں رکھی جاتی۔ ہمیں خوب یاد ہے کہ ۱۹۵۲ء میں پاکستان کے مبارک ساغر صاحب بھی بین الاقوامی اقتصادی کانفرنس میں شرکت کے لئے کسی چھوٹے موٹے کمیونسٹ ملک میں نہیں بلکہ خود روس کے دارالحکومت ماسکو گئے تھے۔ اور انہوں نے بھی واپس آکر یہی راگ الاپا تھا کہ روس کی کمیونسٹ حکومت مذہبی معاملات میں ذرہ بھر بھی مداخلت نہیں کرتی۔ اور بالخصوص وسطی ایشیا کے مسلمانوں کو مذہبی امور میں پوری پوری آزادی حاصل ہے۔ بعد میں کراچی کے روسی سفارت خانہ نے ان کے اس بیان کو خوب اچھالا تھا۔ اور اسے باقاعدہ ایک پراپیگنڈا پمفلٹ کی زینت بنا کر اسے وسیع پیمانے پر مفت تقسیم کیا تھا۔

اس قسم کے بیانات اور کمیونسٹ ممالک کے طرزِ عمل میں زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ تمام کمیونسٹ ممالک حتیٰ کہ خود روس بھی یہی کہتا ہے۔ کہ اس کے ہاں پوری پوری مذہبی آزادی ہے۔ گرجے اور مسجدیں پوری طرح آباد ہیں۔ اور لوگوں کو اس امر کی کھلی اجازت ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے مذہب پر قائم رہیں۔ اور اپنے مذہب کے بتائے ہوئے طریق پر عبادت کریں لیکن کمیونزم کے بنیادی فلسفہ کے تحت یہ "پوری پوری آزادی" اور "کھلی اجازت" ایک ڈھونگ سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ ہم تسلیم کئے لیتے ہیں۔ کہ مولانا احتشام الحق صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ بالکل درست ہے۔ یا جناب مبارک ساغر صاحب نے روس کے بارے میں آج سے چار سال قبل جو کچھ کہا تھا، اس کا بھی حرف حرف صحیح تھا۔ یعنی یہ کہ چین اور روس میں لوگوں کو اپنے اپنے مذہب پر قائم رہنے اور اپنے اپنے مخصوص طریق کے مطابق عبادت کرنے کی آزادی حاصل ہے۔ اور حکومت ان امور میں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کرتی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مذہبی آزادی اسی کا نام ہے۔ کہ کسی شخص کو اپنے آبائی مذہب پر قائم رہنے اور اس کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت حاصل ہو؟ بیسویں صدی کا ہر باشعور انسان خوب جانتا ہے۔ کہ مذہبی آزادی کا یہ مفہوم انتہائی محدود ہوتے ہوئے فراخدلی پر نہیں بلکہ تنگ نظری پر مبنی ہے۔ جیسا کہ امریکہ کے مسٹر ای ڈبلیو بیتھ من نے اپنی کتاب The Bridge to Islam میں لکھا ہے، مذہبی آزادی مخصوص عقائد پر قائم رہنے اور ان کے مطابق عبادت بجا لانے کا ہی نام نہیں ہے۔ بلکہ مذہبی آزادی نام ہے انسان کے اس بنیادی حق کا کہ وہ جس دینی مسلک کو حق سمجھتا ہے۔ اس پر خود عمل پیرا ہی نہ ہو سکے۔ بلکہ وہ اسے دوسروں تک پہنچا کر انہیں اپنا ہم خیال بنا سکے۔ اور اس طرح اس مخصوص مسلک کے حامیوں کی تعداد میں اضافہ بھی کر سکے۔ بالفاظ دیگر ہر شخص کو یہ آزادی حاصل ہو۔ کہ وہ جس دین کو بھی اپنے لئے پسند کرے۔ اسے اختیار کر سکے۔ اور پھر دوسروں کو تبلیغ کر کے انہیں بھی اس مسلک کے پیروؤں میں داخل کر سکے۔ جب اس نقطۂ نگاہ سے ہم روس کے آئین کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں اس میں تبلیغ و اشاعتِ دین کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔ اس میں عبادت بجا لانے کی آزادی تو تسلیم کی گئی ہے۔ لیکن مذہب کو پھیلانے اور دوسروں کو اپنا ہم خیال بنانے کی قطعاً کوئی اجازت نہیں دی گئی۔ برخلاف اس کے مذہب کے خلاف پراپیگنڈا کرنے کو بنیادی حق کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ روس کے آئین کی دفعہ ۱۲۴ کے تحت صاف لکھا ہے:

"Freedom of religious worship and freedom of anti-religious propaganda is recognised for all citizens"

یعنی تمام شہریوں کے لئے مذہبی عبادت کی آزادی اور مذہب کے خلاف پراپیگنڈے کی آزادی کو تسلیم کیا جاتا ہے۔

اس میں ایک طرف تو صرف مذہبی عبادت بجا لانے کی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے۔ اور اس کے بالمقابل مذہب کو نیست و نابود کرنے کے لئے عام پراپیگنڈے کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ خود اہلِ مذاہب کے اس حق کا کہ وہ بھی اس مخالفانہ پراپیگنڈا کرنے یا اپنے اپنے مذہب کو تبلیغ کے ذریعہ پھیلانے میں آزاد ہیں۔ کوئی ذکر نہیں ہے۔ البتہ مذہبی انجمنوں پر بیشمار پابندیوں کا جا بجا ذکر آتا ہے۔ مثلاً کسی سرکاری سکول میں تو کجا کسی پرائیویٹ سکول میں بھی مذہبی تعلیم نہیں دی جا سکتی۔ مذہبی انجمنیں تجارت یا امداد باہمی کی بنیادوں پر صنعت وغیرہ کے ذریعے کوئی آمد یا جائیداد پیدا نہیں کر سکتیں۔ کمیونسٹ پارٹی اور کمیونسٹ پارٹی کے متعلق روس کے مشہور ڈکٹیٹر مارشل سٹالن نے صاف کہا تھا۔ کہ وہ مذہب کے معاملے میں کسی صورت بھی غیر جانبدار نہیں رہ سکتی۔ "ہم مذہبی عقائد کے خلاف پراپیگنڈا کرتے ہیں۔ اور کرتے چلے جائیں گے"۔

(حوالہ کے لئے دیکھیں لینن ازم حصہ اول صفحہ ۳۸۶)

مذہب کے معاملے میں ان قیود اور پابندیوں کے باوجود مبارک ساغر صاحب نے واپس آکر یہی بیان دیا تھا۔ کہ روس میں مسلمانوں کو پوری پوری مذہبی آزادی حاصل ہے۔ اب مولانا احتشام الحق تھانوی نے چین کے دورے کے بعد اسی قسم کا بیان دیا ہے۔ اگر مولانا کے نزدیک مذہبی آزادی اسی کا نام ہے۔ کہ مسلمانوں کو صرف اور صرف اپنے مذہب پر قائم رہنے اور اپنے طریق پر عبادت کرنے کی اجازت ملی رہے۔ تو پھر مذہبی آزادی کا یہ تصور اسلام کے بنیادی تصور کے سراسر خلاف ہے۔ مذہبی آزادی میں تبلیغ و اشاعت کے ذریعہ اسلام کو پھیلانے اور دوسرے لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کے حق کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس کے بغیر انسانی ضمیر کسی صورت بھی آزاد قرار نہیں پا سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کفارِ مکہ نے جاہ و منصب اور دولت و حشمت کے لالچ دے کر اسلام کی تبلیغ سے روکنا چاہا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہی فرمایا تھا۔ کہ اگر تم سورج کو میرے ایک ہاتھ پر اور چاند کو میرے دوسرے ہاتھ پر لا کر رکھ دو۔ تو بھی میں تبلیغ کے حق سے دست بردار نہیں ہو سکتا۔

ہاں اگر مولانا احتشام الحق تھانوی چین میں جس مذہبی آزادی کا دور دورہ دیکھ کر آئے ہیں۔ اس میں تبلیغ و اشاعتِ دین کا حق بھی شامل ہے۔ تو پھر یہ امر اسلام کے پیروؤں سے زیادہ اور کسی کے لئے خوشی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کے ثبوت کے لئے مولانا کو اس سوال کا جواب دینا ہوگا۔ کہ کمیونسٹ چین کی حکومت اپنے ملک میں مبلغینِ اسلام کو آنے کی اجازت دینے کے لئے تیار ہے یا نہیں؟ اگر ہاں! تو الحمد للہ۔ اور اگر نہیں! تو ایسی نام نہاد مذہبی آزادی پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

تعلیم الاسلام کالج

جیسا کہ احباب جماعت کو الفضل میں شائع شدہ اعلان سے معلوم ہو چکا ہے تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں نئے سال کا داخلہ ۹ جون سے شروع ہو رہا ہے۔ جن احباب کے بچوں نے امسال میٹرک کا امتحان پاس کیا ہے۔ اور وہ ان کو اعلیٰ تعلیم دلانا چاہتے ہیں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ انہیں لازمی طور پر تعلیم الاسلام کالج میں ہی داخل کرائیں۔ تعلیم الاسلام کالج ایک لحاظ سے اپنی نوعیت کا واحد تعلیمی ادارہ ہے۔ اس میں علوم جدیدہ کی تعلیم تو دی جاتی ہے، لیکن محض فلسفیانہ رنگ میں نہیں بلکہ اس طور پر کہ یہ علوم اسلام کے تابع ہو کر اسلام کی حقانیت اور اس کی لازوال صداقت کو آشکار کرنے کا ذریعہ ثابت ہوں۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ موجودہ زمانہ میں ترقی کے لئے علوم جدیدہ کا حاصل کرنا ازحد ضروری ہے۔ لیکن گرد و پیش کے حالات پر نگاہ ڈالنے سے یہ تلخ حقیقت بھی ہمارے سامنے آتی ہے۔ کہ جو لوگ محض ان علوم کی تحصیل کو اپنا مطمح نظر بناتے ہیں۔ اور ان میں یک طرفہ انہماک اختیار کرتے ہیں۔ ان کا اسلام سے تعلق اگر کلی طور پر منقطع نہ بھی ہو۔ تو کم از کم وہ رسمی نوعیت ضرور اختیار کر لیتا ہے الا ماشاء اللہ۔ ایسی ناخوشگوار صورتِ حال کے سدباب کے لئے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم الاسلام کالج قائم فرمایا ہے۔ تا علوم جدیدہ اسلام کے خلاف استعمال ہونے کی بجائے خود اسلام کی خدمت اور اس کی اشاعت کا ذریعہ بنیں۔ اسی لئے تعلیم الاسلام کالج میں جہاں ایک طرف علوم جدیدہ پڑھانے کا بہترین انتظام ہے۔ وہاں اسلامی علوم کی تعلیم اور طلباء کی خالص اسلامی ماحول میں تربیت کا بھی پورا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ دو طرفہ انتظام طلباء کی فکری اور عملی صلاحیتوں میں توازن اور اعتدال پیدا کرنے کا ضامن ہے۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

کیا مسیح علیہ السّلام ہندوستان آئے تھے؟

"ہندوستان سٹینڈرڈ" کے ایک مضمون پر تبصرہ

از مکرم شیخ عبدالقادر صاحب لائل پوری ۱۱/۱۵ چوبرجی پارک لاہور

—— قسط دوم ——

مضمون نگار نے نوٹوویچ کی کتاب "مسیح کی نامعلوم زندگی" پر تنقید کرتے ہوئے بعض تاریخی غلطیوں کی طرف اشارہ کیا ہے مثلاً نوٹوویچ نے بدھ لٹریچر کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ مسیح نے تبت کے لاماؤں کی دھرم شالاؤں میں بدھ مذہب کی تعلیم حاصل کی۔ حالانکہ ان کی تحقیق کی رو سے تبت میں بدھ مذہب ساتویں صدی مسیحی سے قبل پہونچا ہی نہ تھا۔ اسی طرح جگن ناتھ کے مندر کا ذکر کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ مندر گیارھویں صدی مسیحی سے قبل تعمیر بھی نہ ہوا تھا؛

ان تاریخی غلطیوں سے استدلال یہ کیا گیا ہے۔ کہ یہ کتاب بدھ لٹریچر سے استفادہ کے بعد نہیں بلکہ اپنے حافظہ کی مدد سے ترتیب دی گئی ہے۔ "یہ کتاب تمام و کمال محض کذب بیانی و افترا ہے۔ اس میں جعل سازی کی مہر ثبت ہے۔"

مضمون نگار، اگر نوٹوویچ کی کتاب کو بغور مطالعہ کرتا۔ تو اسے ان اعتراضات کا جواب مل سکتا تھا۔ نوٹوویچ نے اپنی کتاب میں واضح طور پر یہ لکھا ہے۔ کہ میرے کام پر نکتہ چینی کرنے سے پہلے میں یہ درخواست کرونگا کہ ایک مشن ترتیب دیا جائے۔ جو کہ ہندوستان جا کر ان نسخوں کو جن میں نے استفادہ کیا ہے بچشم خود دیکھ آئے۔ تاکہ ان کی تاریخی اہمیت کے متعلق شک و شبہ نہ رہے۔ اس نے تاریخی تحقیق میں دلچسپی لینے والی سوسائٹیوں کو یہ درخواست پیش کی۔

(The Life of Saint Issa VI:I)

جب اس کی کتاب پر اس کی اس درخواست کو ٹھکراتے ہوئے اعتراضات کئے گئے۔ تو جیسا کہ مضمون کے پہلے حصہ میں میں نے ذکر کیا ہے۔ اپنی کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں اس نے چیلنج کیا کہ میں محققین کے ایک مشن کے ساتھ ہندوستان جانے کے لئے تیار ہوں۔ اور اصل لٹریچر سے تسلی کروا سکتا ہوں۔ لیکن اس کے اس چیلنج کو کسی سوسائٹی نے قبول نہیں کیا۔ ہاں ایک فاضل خاتون لیڈی میرک نے عملاً اس چیلنج کو قبول کیا۔ اور ہمس جا کر اس نے تحقیقات کی۔ اور اس کے نتائج کو شائع کر دیا۔ یہ خاتون لکھتی ہیں کہ

"لیہہ شہر میں مسیح کی کہانی ہمیں ملتی ہے۔ جو کہ یہاں عیسے کے نام سے مشہور تھا۔ اور ہمس کے بدھ معبد میں ۱۵۰۰ سال قبل کی نہایت قیمتی دستاویزات رکھی ہیں جو کہ حیات مسیح کے ان ایام سے تعلق رکھتی ہیں۔ جو کہ اس نے یہاں بسر کئے۔ ان میں لکھا ہے۔ کہ اس علاقہ میں مسیح کو خوش آمدید کہی گئی۔ اور یہاں اس نے لوگوں کو تعلیم دی۔"

(In the worlds attic p. 215)

پنڈت جواہر لال نہرو کی تحقیق ہم اس سے قبل درج کر چکے ہیں۔ کہ لداخ تبت اور کشمیر کے علاقہ میں مسیح کی آمد ہندوستان کی روایت قدیم زمانہ سے ہے کہ آج تک لوگوں میں یقین کی حد تک پائی جاتی ہے

(Glimpses of world History Page 84)

صرف یہی نہیں بلکہ نوٹوویچ کے ہندوستان آنے سے بہت قبل کے بعض سفرناموں میں مذکورہ دستاویزات کا ذکر (بالتفصیل) موجود ہے۔ چنانچہ مسٹر ہاروے نے اپنے سفرنامہ میں جو کہ ۱۸۵۳ء میں شائع ہوا ہمس کے ان قدیم نسخوں کا ذکر کیا ہے

(The Adventures of a lady in Tartary China and Kashmir V. II 136)

اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ نوٹوویچ کی کتاب کو جعلی ثابت کرنے والے اپنی کوشش میں سراسر ناکام ہو چکے ہیں۔ ہاں بعض تاریخی غلطیوں کو دیکھ کر (بشرطیکہ وہ ثابت ہو جائیں) زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جن بدھ قدیم دستاویزات سے نوٹوویچ نے اپنی کتاب مرتب کی ہے۔ ان میں اصل واقعہ کے ساتھ مرور زمانہ کے باعث بعض غلطیاں بھی جمع ہو گئی ہیں۔ بعد میں آنے والے لوگوں نے بعض بیانات کا اضافہ کر دیا جو کہ تاریخی لحاظ سے درست نہیں ہیں۔ آخر تاریخ ہند کا کونسا ایسا باب ہے۔ جس میں تاریخی غلطیاں اور غلط روایات نہیں پائی جاتیں۔ کیا بکرماجیت دوم کے واقعات کو بکرماجیت اول سے جو کہ اس سے کئی سو سال پہلے ہوا۔ منسوب نہیں کر دیا گیا۔ پھر نوٹوویچ کو یہ دعوے ہرگز نہیں۔ کہ جن نسخوں سے میں نے یہ واقعات اخذ کئے ہیں۔ ان میں باہم اختلافات نہیں۔ وہ خود ذکر کرتا ہے۔ کہ حیات عیسے کے سلسلہ میں ہندوستان کے لاماؤں کے پاس جو لٹریچر ہے۔ اس میں بعض جگہ اصل واقعات میں دیگر غیر متعلق واقعات کو داخل کر دیا گیا

نوٹوویچ لکھتا ہے کہ

"ہمس کی خانقاہ کے لاما نے حیات عیسے پر مشتمل دو نسخے پڑھ کر سنائے۔ جو کہ تبتی زبان کے گوناگوں نسخوں سے ترتیب دیئے گئے تھے۔ یہ نسخے لاسا لائبریری کی دستاویزات سے ترجمہ کئے گئے تھے۔ یہ دستاویزات ہندوستان نیپال اور مگدا سے مسیح سے دو سو سال بعد لاسا لائبریری میں لائی گئیں۔ مسیح کے متعلق جو معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ ان کو عجیب و غریب طور پر بغیر ربط و تعلق کے اس زمانہ کے دوسرے واقعات کے ساتھ خلط ملط کر دیا گیا" (ص۱۵۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لاماؤں کے پاس حیات مسیح کے متعلق جو لٹریچر ہے وہ مختلف زبانوں اور مختلف ذرائع سے ترتیب دیا گیا۔ ان میں تاریخی غلطیاں یقیناً موجود ہیں۔ ہندوستان میں چونکہ حضرت مسیح کی تعلیمات کو مختلف زمانوں میں ضبط تحریر میں لایا گیا۔ بدھ مولفین نے بعد کے واقعات اور تاریخی مقامات کے ذکر کو بدھ مذہب کی برتری کے پیش نظر قدیم دستاویزات میں شامل کر دیا۔

پرانے لٹریچر میں اس قسم کی غلطیاں ایک عام چیز ہے۔ ان غلطیوں سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ مسیح کی آمد ہندوستان کا واقعہ جو کہ بدھ لٹریچر میں ثبت ہے [illegible]

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

یقین کی تیز شعاعیں

"مکاری سے بہت لوگ کہتے ہیں کہ ہم بے گناہ ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں کوئی ناپاکی نہیں۔ مگر وہ جھوٹے ہیں۔ اور خدا اور مخلوق کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ گناہ سے پاک ہونا بجز اسکے ممکن ہی نہیں۔ کہ ہیبت اللہ کی موت یقین کی تیز شعاعوں کی وجہ سے انسان کے دل پر وارد ہو جائے اور سچی محبت اور سچی ہیبت دل میں بس جائے۔ اور دل خدا کے جمال اور جلال سے رنگین ہو جائے۔ اور یہ دونوں کیفیتیں کبھی اور ہرگز دل میں آ ہی نہیں سکتیں۔ جب تک کہ خدا کی ہستی اور اس کی ان دونوں قسم کے صفات پر یقین پیدا نہ ہو۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ نجات کی جڑ اور نجات کا ذریعہ صرف یقین ہے۔ وہ یقین ہی ہے۔ کہ باوجود بلاؤں کے سامنے کے اطاعت کے لئے گردن جھکا دیتا۔ اور آگ میں داخل ہونے کے لئے کھڑا کر دیتا ہے۔ وہ حقیقی نظارہ ہی ہے۔ جو عاشق بنا دیتا ہے۔ اور مرنے کے لئے تیار کر دیتا ہے۔"

(نزول المسیح ص۱۱۱)

بیان ہوا ہے۔ بے سروپا ہے۔ ایک غلط استنباط ہے۔

انجیل میں حضرت مسیح کی پیدائش کے بیان میں یہودیہ کے گورنر کے احکام کی رو سے مردم شماری کرائے جانے کا ذکر ہے۔ تاریخی لحاظ سے یہ واقعہ غلط ہے۔ اس گورنر کے زمانہ میں یہ مردم شماری نہ ہوئی تھی۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ مسیح یہودیہ گئے ہی نہیں۔ آپ اسے محض انجیل نویس کی غلطی قرار دیں گے۔ اسی طرح حیات مسیح کے بیان میں اگر کوئی تاریخی غلطی بدھ لٹریچر میں پائی جاتی ہے۔ وہ صرف روایات جمع کرنے والوں کی غلطی ہے۔ نفس واقعہ (مسیح کی آمد ہندوستان) کی صحت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

بدھ لٹریچر میں حضرت مسیح کی آمد ہندوستان کے بیان میں بعض تاریخی غلطیاں اس لئے بھی پائی جاتی ہیں۔ کہ بدھ یہ برداشت نہ کر سکتے تھے۔ کہ حضرت گوتم کے بعد ایک عظیم الشان ریفارمر ہندوستان میں باہر سے آئے۔ اور اپنی اعلیٰ درجہ کی تعلیمات سے ہندوستان کے اہل مذاہب کو حیران و ششدر اور گرویدہ کر دے۔ احساس برتری کے تحت لاماؤں نے مسیح کو بدھ مذہب کا ایک ایسا شاگرد ظاہر کیا ہے۔ جس نے بدھ مراکز میں تعلیم حاصل کی۔ اور واقعہ کی تفصیل یوں درج کی ہے۔ کہ مسیح جب تیرہ برس کے تھے۔ تو وہ ہندوستان میں بدھا کی مقدس تعلیمات اور اعلیٰ درجہ کے ارشادات سے مستفید ہونے کے لئے اپنے گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اور سوداگروں کے قافلہ کی معیت میں ہندوستان میں آ گئے۔ یہاں انہوں نے بدھ مذہب کے مراکز میں تعلیم حاصل کی۔ ہندو مذہب کے بعض مراکز میں بھی گئے۔ لیکن ان کی تعلیمات سے واقف ہو کر برہمن ازم کی شدید مخالفت آپ نے کی۔ برہمن آپ کے دشمن ہو گئے۔ ان کے خوفناک ارادوں کو بھانپ کر آپ اپنے وطن کو لوٹ آئے۔ جہاں یہودیوں نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ لیکن (رومی) گورنر نے آپ کو صلیب دے دی۔ اس بیان میں دوسری غلطیوں سے قطع نظر یہ ذکر کہ مسیح بچپن ہی میں ہندوستان آئے۔ اس کی تہ میں یہی جذبہ کارفرما ہے۔ کہ بدھ مذہب والے گوتم کے بعد کسی ریفارمر کو خاطر میں لانے کے لئے تیار نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے مسیح کو بچپن سے اپنے سلسلے کا شاگرد ظاہر کیا۔ تاکہ ان کی حیرت انگیز تعلیمات کو بدھ مذہب کا فیض روحانی سمجھا جائے۔ ان تاریخی غلطیوں کا یہ مطلب نہیں کہ مسیح کی ہندوستان میں آمد کا واقعہ نادرست ہے۔ بدھ لاماؤں کو کیا مصیبت پڑی تھی۔ کہ وہ ایک گلیلی نبی کی آمد ہندوستان کا قصہ گھڑتے اور اس کی فرضی تعلیمات سے لوگوں کو روشناس کرتے۔ بڑے تواتر سے حضرت مسیح کی آمد ہندوستان کا ذکر چونکہ بدھ لٹریچر میں ہمیں ملتا ہے اس لئے ہم نفس واقعہ سے انکار نہیں کر سکتے۔

بدھ لٹریچر کے برخلاف ہندو لٹریچر میں صاف لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ اپنے دعویٰ مسیحیت کے بعد جبکہ ان کی قوم درپے ایذا ہوئی۔ ہجرت کر کے ہندوستان میں آ گئے۔ ہندوستان میں وہ یوساشافت (یوز آسف) کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا نام عیسیٰ مسیح تھا۔ ان کی تعلیمات محبت۔ صداقت اور تزکیۂ قلوب پر مشتمل تھیں۔ وہ پہلی صدی عیسوی کے راجہ شالباہن کے زمانہ میں ہندوستان میں تھے۔ یہ سب باتیں تاریخی لحاظ سے بے داغ ہیں۔ اور ان پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ ہندو لٹریچر کی روشنی میں بدھ لٹریچر کی غلطی بالکل واضح ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ بدھوں نے مسیح کی آمد ہندوستان کے بیان میں احساس برتری کے تحت رنگ آمیزی کی ہے۔ کوشش ان کی یہ تھی۔ کہ مسیح کو بدھ مذہب کا پیروکار اور برہمنوں کا دشمن ظاہر کیا جائے۔

جناب آشانند ناگ نے کشمیر میں قبر مسیح کے متعلق جماعت احمدیہ کی تحقیق کو بے بنیاد ثابت کرنے کی کوشش میں لکھا ہے:۔

"اب جماعت احمدیہ کا حال تو اس شخص کا سا ہے۔ جو شہر کلکتہ میں کسی درخت کی جانب اشارہ کر کے کہے کہ یہ درخت اکبر بادشاہ نے لگایا تھا۔ درخت تو وہاں ضرور موجود ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ لگایا کس نے؟ درخت کی موجودگی سے تو یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ ضرور اکبر ہی کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے۔ شاید کشمیر میں بھی کوئی قبر ہو۔ لیکن وہ ہے کس کی؟ بارِ ثبوت جماعت احمدیہ پر ہے"

ثبوت تو جناب آشانند ناگ کے گھر میں موجود ہے۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ چراغ تلے اندھیرے والی مثال ہے۔ مقام غور ہے کہ جب پران میں صاف لکھا ہے۔ کہ راجہ شالباہن کے زمانہ میں جو مسلمہ طور پر پہلی صدی عیسوی ہے۔ حضرت مسیح ناصری کشمیر میں موجود تھے۔ وہ اپنی قوم کے ظلم و ستم کی وجہ سے ایک غیر ملک سے ہندوستان میں وارد ہوئے ان کا اصل نام عیسیٰ مسیح تھا۔ ہندوستان میں وہ "یوساشافت" یعنی یوز آسف کے نام سے مشہور ہوئے اور اس کے ساتھ کشمیر کی تاریخ متفقہ طور پر ہمیں یہ بتاتی ہے۔ کہ سری نگر محلہ خانیار میں ایک ایسے نبی کی قبر ہے۔ جو کہ یوز آسف کے نام سے موسوم تھا۔ اور کسی باہر کے ملک سے کشمیر میں وارد ہوا۔ بعض تاریخوں میں لکھا ہے۔ کہ انیس سو سال ہوئے۔ یہ نبی کشمیر میں آیا۔ ان شہادتوں سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ یہ قبر عیسیٰ مسیح کی قبر ہے۔ نہ کسی اور کی۔

آخر میں مضمون نگار نے یہ لکھا ہے۔ کہ قدیم عیسائی لٹریچر میں کہیں یہ ذکر نہیں ملتا۔ کہ حضرت مسیح کبھی ہندوستان آئے تھے۔ حالانکہ آپ کے حواری توما کی آمد ہندوستان کا ذکر موجود ہے۔ مضمون نگار شاید بھول گئے۔ کہ حضرت مسیح رومن امپائر کے پھانسی کے ملزم تھے۔ اناجیل میں یا دوسرے عیسائی لٹریچر میں یہ کیسے لکھا جا سکتا تھا۔ کہ آپ کو ایک گہری سکیم کے تحت جو کہ یہودیوں اور رومنوں کے نزدیک ایک بہت بڑی سازش سمجھی جاتی۔ صلیب سے بچا لیا گیا۔ اور آپ کو کسی دوسرے ملک میں پہنچا دیا گیا۔ رومن حکومت کے خوف کی وجہ سے اصل حقیقت زبانِ قلم پر لائی نہ جا سکتی تھی۔ جب تین سو سال کے بعد رومن حکومت کا خوف دور ہوا۔ تو اس وقت عام عیسائی تو اس عقیدہ کو جزوِ ایمان بنا چکے تھے۔ کہ مسیح صلیب پر فوت ہو گئے۔ لیکن بعض حلقوں میں اس خبر کی صدائے بازگشت بھی سنی گئی کہ مسیح دراصل صلیب سے بچا لئے گئے۔ اور کسی دوسرے ملک میں چلے گئے۔ چنانچہ عیسائیت کے متعلق تحقیق کرنے والے علماء تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ خیال کہ مسیح صلیب سے بیہوشی کی حالت میں اتار لئے گئے۔ اور اس کے بعد آپ زندہ رہے۔ قرونِ اولیٰ سے عیسائیوں میں پایا جاتا ہے۔ ڈمیلو نے اپنی تفسیر بائیبل کے دیباچہ میں اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔ مسیح کی صلیبی موت سے نجات کے متعلق سکندریہ کے آثار قدیمہ سے نکلنے والا مکتوب ۱۹۰۷ء میں امریکہ میں شائع ہوا۔ یہ مکتوب بھی ہماری تحقیق کی تائید میں ہے۔ اور اسی طرح بعض دوسرے حوالے بھی اس سلسلہ میں ملتے ہیں۔ جن کا ذکر "الفضل" کی کسی اشاعت میں ایک فاضل دوست کی طرف سے کیا جائیگا۔

الغرض حضرت مسیح کی صلیبی موت سے نجات اور آمد ہندوستان ایک تاریخی حقیقت ہے۔ آہستہ آہستہ دنیا کے لوگ اس کو قبول کریں گے۔ کیونکہ سچائی کو وقتی طور پر دبایا تو جا سکتا ہے۔ ہمیشہ کے لئے مٹایا نہیں جا سکتا۔

---

(۱) داخلہ پاکستان گورنمنٹ سکول آف آرچیٹکٹ کراچی

فرسٹ ریگولر کورس اور فرسٹ ایر پارٹ ٹائم کورس میں داخلہ کے لئے درخواستیں ۱۸/۶ تا ۳۰/۶/۵۶ درکار ہیں۔ شرائط:۔ ریاضی والا میٹرک فل کورس کلاس کے لئے اور پارٹ ٹائم کے لئے میٹرک و تجربہ ڈرافٹس مین۔ امتحان داخلہ ۲/۷/۵۶ کو انگریزی۔ ریاضی و فری ہینڈ ڈرائنگ میں (ڈان ۲۷/۵/۵۶)

(۲) Fellow ships 57-58

Through the M.S. Educational foundations in Pakistan

امریکہ میں (۱) یو ایس پی پوسٹ گریجوایٹ تعلیم کے لئے۔ (۲) یو ایس میں اساتذہ و لیکچررس اور تعلیمی منتظمین کی چھ ماہ کی ٹریننگ کے لئے۔

(ا) پوری گرانٹ یعنی اخراجات گذارہ و فیس اور سفر راؤنڈ ٹرپ۔

(ب) جزوی گرانٹ یعنی جزوی اخراجات گذارہ اور راؤنڈ ٹرپ سفر۔ (۳) سفری گرانٹ یعنی صرف راؤنڈ ٹرپ سفر۔ شرائط:۔ فرسٹ یا سیکنڈ ڈویژن ایم اے ایم ایس سی ایم۔ ایس سی (زراعت) بی ٹی۔ ایل ایل بی۔ بی ای۔ ایم بی بی ایس۔ بی ڈی ایس بھی تجربہ کو ترجیح۔ عمر برائے طالب علمی گرانٹ ۳۵ سے کم۔ اور برائے ٹیچر ٹریننگ ۵۰ سے کم۔ مجوزہ فارم ارشاد منزل جناح روڈ کراچی۔

United States Educational foundation

United States Service باڈھاکہ توپخانہ روڈ ۱۲ سے طلب ہوں۔ مکمل درخواستیں ۱۵/۷/۵۶ تک بنام

Executive Secretary U.S.E.F/P.

ارشاد منزل ایم اے جناح روڈ کراچی ارسال ہوں۔ (ڈان ۱/۶/۵۶) (ناظر تعلیم ربوہ)

حکومتِ الٰہیہ کی حقیقت

از سید امیر شاہ صاحب آزاد۔ ایم۔ ای۔ ایس سرگودھا

منقول از ہفت روزہ عقاب سرگودھا ۲۰ مئی ۱۹۵۶ء

نوٹ:۔ ضروری نہیں کہ ادارہ سو فیصدی مضمون نگار کے خیالات سے متفق ہو۔

ہمارے موجودہ زمانہ کے علماء ظاہری اکثر حکومتِ الٰہیہ کے قیام کا دعوےٰ کرتے رہتے ہیں۔ اور غلبہ اسلام کے لئے ایسی حکومت کے حصول کو لازم قرار دیتے ہیں جس کے اقتدار کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں رہے یا کم سے کم حکومت کے ارکان ان کے احکامات پر ایسے پابند ہوں۔ کہ جیسے میدان جنگ میں ایک سپاہی اپنے کمانڈنگ آفیسر کے زبانی حکم کا ہر وقت پابند ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک اسلام کی صداقت کا یہی سب سے بڑا نشان ہے کہ ان کے ہم عقیدہ لوگوں کو دیگر عقائد والے مسلمانوں پر اور غیر مسلموں پر ایسا دنیاوی غلبہ اور اقتدار حاصل رہے۔ کہ دیگر مسلمانوں کے فرقے اور غیر مسلم اقوام محض ان کی حکومت کی شان اور رعب سے ہی متاثر ہو کر ان کے عقیدہ کو برحق تسلیم کر لیں۔ اور مولوی صاحبان صرف حکومت کو نشاندہی کرتے رہیں۔ اور حکومت ان کی فرمانبرداری کرتے ہوئے کسی کو کافر قرار دے کر قتل کر دے۔ اور کسی کو باوجود اہلیت حق کے اس کی ملازمت سے برخاست کر دے۔ اور کسی کو ملازمت ہی نہ دے۔ اور ملک کے ڈیفنس میں ان کے اختیارات کمانڈر انچیف پر بھی فائق ہوں۔ کیونکہ کسی کے خلاف جنگ اور صلح ان کے فتووں کی محتاج ہو۔ الغرض کچھ اسی قسم کی خیالی نظام حکومت کا نام ان کے نزدیک حکومت الٰہیہ ہے۔ ایسی حکومت یہ لوگ تیرہ سو سال میں بھی حاصل نہ کر سکے۔ اور نہ ہی قیامت تک ممکن ہے۔ بلکہ کسی اسلامی حکومت کے لئے ان کا وجود کسی اعتبار سے سخت مضر رہا ہے۔ اور رہے گا۔ کیونکہ یہ لوگ کلیسائی اقتدار کی طرح اپنے غلط اور نفسانی جذبات کی تکمیل اللہ تعالےٰ کے نام کی آڑ لے کر سر انجام دیتے ہیں۔ جس سے عوام الناس کے جاہل طبقہ میں اشتعال اور منافرت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور اس سے ملک میں بد امنی اور بے چینی کی وبا پھیلتی ہے۔

ہم سمجھتے ہیں۔ کہ ان گروہ مولویان میں سے کثیر حصہ کی ایسی حرکات کا باعث ان کی کم علمی لیکن نیک نیتی ہے۔ اسلئے ان کی تربیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم قرآن کریم سے حکومت الٰہیہ کا نقشہ پیش کریں گے۔ تاکہ یہ لوگ اپنے نفس کی اصلاح کر سکیں۔

۱۔ پیشتر اس کے کہ ہم حکومت الٰہیہ کا نقشہ قرآن کریم سے پیش کریں۔ اپنے بزرگ مولوی صاحبان کی خدمت میں یہ گذارش کریں گے کہ وہ کسی حکومت کے نظام کو محض اس وجہ سے کہ اس حکومت کے اندر بعض انفرادی گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ باطل نظام نہ کہا کریں۔ کیونکہ شخصی حکومت اب مفقود ہے۔ اور جمہوری نظام میں کسی فرد کی انفرادی زندگی یا مذہب جمہوری نظام کے آئین پر اثر انداز نہیں ہو سکتا کیا آپ غور فرمادیں گے کہ حضور صلعم سے قبل جو تمدن یا نظام عرب میں پایا جاتا تھا۔ وہ تمدن کفار کا ہی تمدن کہلاتا تھا۔ حضور نے بعض وہ اصلاحات بھی فرمائیں۔ جو انفرادی تربیت سے تعلق رکھتی تھیں اور بعض ایسی اصلاح بھی کی جو حکومتی نظام سے تعلق رکھتا تھا۔ جو اصلاح حکومتی نظام میں آپ نے فرمائی تھی۔ وہ صرف ایک ہی تھی۔ کہ حکومت کے اندر مذہب اسلام کو قائم رہنے اور امن سے اپنی تعلیم کی ترویج و تبلیغ کرنے کی آزادی دی۔ اس لئے روئے زمین کا کوئی بھی حکومتی نظام جو اس مذہبی آزادی کو اپنے آئین میں شامل کرتا ہے۔ وہ نظام از روئے شریعت محمدیہ حلال اور درست ہے۔ یہی ایک امر ہے جس کے ذریعے ہم عالمگیر طور پر اسلامی نظام حکومت قائم کر سکتے ہیں۔ ورنہ تمدن کے جزوی انقلابات جو عرب کے تمدن کی سطح پر لانے کے لئے کئے جاویں گے۔ وہ خلاف فطرت ہوں گے۔ کیونکہ بشری تمدن پر آب و ہوا اور جغرافیائی حالات اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور تمام دنیا کے خارجی حالات یکساں نہیں۔ اس لئے آپ کے دماغوں والا نظام تمام دنیا پر نافذ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ امر مذہب اسلام کی عالمگیر حیثیت پر کاری ضرب کا کام دیتا ہے۔

۲۔ قرآن کریم سے ہم کو یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہر نبی حکومت الٰہیہ قائم کرنے کے لئے دنیا میں آیا۔ اور ہر نبی اپنے مقصد میں اپنی زندگی کے اندر ہی اللہ تعالےٰ کی مدد سے کامیاب ہوا۔ لیکن ان انبیاء میں سے شاید ہی چند نبیوں کو ایسے مواقع نصیب ہوئے کہ وہ تلوار سے جنگ کرنے پر مجبور کئے گئے۔ جس کے نتیجہ میں ان کو کوئی چھوٹی سی دنیاوی حکومت بھی کرنی پڑی۔ اس لئے حکومت الٰہیہ اور دنیاوی حکومت میں بڑا فرق ہے۔ اور حکومت الٰہیہ کسی دنیاوی حکومت کے نظام کے ساتھ نہیں ٹکراتی اور نہ ہی مخل ہوتی ہے۔ اگر بعض دنیاوی حکومتوں نے حکومت الٰہیہ کو مٹانا بھی چاہا تھا۔ تو اس کی وجہ ان حکومتوں کے افراد کی مذہبی عداوت اور تعصب تھا ورنہ حقیقت میں حکومت الٰہیہ کسی حکومت کے سیاسی مفاد کے مخالف کام نہیں کرتی بلکہ بعض مناسب حالات میں ان کے ساتھ تعاون اور امداد کا پہلو رکھتی ہے۔ اگر کسی نبی کو دنیاوی حکومت بھی ملی تب اس دنیاوی حکومت سے پیشتر اس نے لازماً حکومت الٰہیہ کو قائم فرما دیا تھا۔ لیکن وہ دنیاوی حکومت ہرگز ہرگز حکومت الٰہیہ قرار نہیں پا سکتی۔ حکومت الٰہیہ کی مثال ایک سنگ مرمر کے مکان کی ہے۔ اور دنیاوی حکومت کی مثال ایک کچے مکان کی ہے۔ اسکو چونے سے کتنا ہی سفید کر لو یہ سنگ مرمر نہیں بن سکتا۔ انبیاء علیہم السلام کو یا ان کی جماعتوں کو حکومت الٰہیہ کے بعد دنیاوی حکومتیں نصیب ہوتی رہیں جو صالح اور دیندار لوگوں کے لئے انعام کہلاتی ہیں۔ لیکن دنیادار لوگوں کے لئے ایک ابتلاء ہوتی ہیں۔ کیونکہ دنیاوی حکومتوں کے حصول کے بعد وہ ہیں حکومت الٰہیہ کے مقاصد کو بھلا دیتی ہیں اور حیاۃ الدنیا ان کا مطمح نظر ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ آخرت میں خسران ہے۔ لیکن بعض کوتاہ نظر ان دنیاوی حکومتوں کے حصول کو ہی انبیاء علیہم السلام کا مطمح نظر قرار دیتے ہیں۔ اور وہ اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ انہوں نے اقتدار کی کنجی اس لئے لی تا وہ مخالف مذہب کو تلوار کے زور سے دین حق میں داخل کر سکیں۔ اور نظام باطل کو بزور شمشیر مٹا دیں۔ وہ یہی غلط نظریہ ہے۔ جس کی وجہ سے غیر مسلم مذاہب کے فلاسفر اور اہل علم اسلام پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ یہ مذہب تلوار کا محتاج ہے اور شمشیر کے زور سے ہی پھیلایا گیا ہے۔ صالحین کی دنیاوی حکومت۔ حکومت الٰہیہ کا حصہ ہوتی ہے نہ تو حکومت الٰہیہ بذات خود دنیاوی حکومت میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی دنیاوی حکومت کو رجعت قہقری کے ذریعہ حکومت الٰہیہ بنایا جا سکتا ہے۔ چونکہ مولوی کے نزدیک حکومت الٰہیہ اور دنیاوی ایک شے ہے۔ اسلئے وہ ہر مسلم حکومت کو ان کے نقوش کے ساتھ جو اس کے دماغ میں کتابیں پڑھ کر بن گئے ہیں۔ حکومت الٰہیہ بنانے کی رٹ لگاتا رہتا ہے۔ اور ۱۳۰۰ سال میں اس کوشش میں برابر لگا رہا ہے۔ لیکن ذرا اپنے دل سے پوچھئے۔ کہ کوئی مسلمان بادشاہ ایسا گذرا ہے۔ جس کی دنیاوی حکومت سو فیصدی حکومت الٰہیہ بن گئی تھی۔ اور اس وقت کے مولوی نے اس پر اظہار اطمینان کر دیا تھا۔

شکریہ احباب

میرے جوان سال لڑکے عبدالسلام کی بے وقت رحلت پر اقرباء و دوست احباب نے کثرت سے بذریعہ خطوط اظہار ہمدردی فرمایا ہے۔ مجھ ناتواں اور کمر شکستہ کے لئے عالم پیری میں ہر ایک صاحب کو فرداً فرداً جواب دینا ازبس مشکل ہے۔ . . . . اسلئے میں بذریعہ اخبار جملہ اصحاب کا ہمدردی کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو جزائے خیر دیوے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین

(محمد نور الدین اجمل والد عبدالسلام مرحوم ساکن گوئیکی ضلع گجرات (پاکستان))

درخواست دعا

ایک مخلص دوست کی محکمانہ ترقی اور بعض دیگر مشکلات سے نجات حاصل کرنے کے لئے مخلصین سلسلہ اور درویشان قادیان سے خاص طور پر دعا کی درخواست ہے۔ (خادم حسین ناظر اسودی)

بو (سیرالیون) میں سلسلہ کی زمین کے مقدمہ کیلئے درخواست دعا

(از مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری انچارج سیرالیون احمدیہ مشن)

جیسا کہ گذشتہ اعلانوں سے احباب کو معلوم ہے کہ سیرالیون کے مرکز دارالتبلیغ بو کی زمین کے ایک حصہ پر ایک مخالف ناجائز طور پر قبضہ کئے ہوئے ہے۔ فیصلہ کئی بار اور متعدد کورٹوں میں ہمارے حق میں ہو چکا ہے مگر وہ شخص ابھی تک مشن کمپونڈ سے نہیں نکلا اور آئے دن جھگڑا اور فساد کرتا رہتا ہے۔

گذشتہ دنوں معمولی گفتگو پر اس نے مجھ پر حملہ کر دیا اور چاقو نکال کر پیچھے بھاگا۔ میں اس وقت اپنے دارالتبلیغ میں اکیلا تھا۔ اور اس کے ساتھ اس کے تین ساتھی تھے۔ اس لئے میں نے فوراً اپنے مکان میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا اور اسی وقت پولیس کو ٹیلیفون کیا۔ جس کے بعد اسے فوراً زیر حراست کر لیا گیا۔ مقدمہ کی ایک سماعت ہو چکی ہے اور عنقریب آخری سماعت ہو کر فیصلہ ہو جائے گا۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اور مقدمہ میں کامیابی دے آمین۔

خالد ماہ جون کے بارہ میں ضروری اعلان

خالد ۱۰ جون تیار ہو چکا ہے۔ بعض قانونی پیچیدگیوں کی وجہ سے وہ ابھی تک پوسٹ نہیں کیا جا سکا۔ ۱۶ جون کو پوسٹ ہوگا۔ کوشش کی جارہی ہے کہ اس سے قبل ہی قانونی روک دور ہو جائے۔ جملہ خریدار حضرات مطلع رہیں۔ مینیجر ماہنامہ خالد ربوہ

دورہ انسپکٹران خدام الاحمدیہ مرکزیہ

جملہ قائدین مجالس خدام الاحمدیہ اضلاع سرگودھا و لائلپور کو بذریعہ اعلان ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ مرکز کی طرف سے مکرم چوہدری بدر سلطان صاحب اختر انسپکٹر مرکزیہ کو ضلع سرگودھا اور مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب انسپکٹر مرکزیہ کو ضلع لائلپور کی مجالس کے معائنہ فراہمی چندہ جات اور گندم سالانہ اجتماع کے سلسلہ میں بھجوایا جارہا ہے۔

اس لئے جملہ قائدین مجالس خدام الاحمدیہ و اضلاع سرگودھا و لائلپور انسپکٹران سے پورا پورا تعاون فرمائیں۔ اور وصول شدہ رقم چندہ جات مجلس با خذ رسید دیدیں جزاھم اللہ۔ مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

سیرالیون میں کتب کا عطیہ دینے والے احباب

مورخہ ۲۷ مئی کے پرچہ میں مبلغ انچارج سیرالیون کی طرف سے سیرالیون کی لائبریری کے لئے کتب عطیہ کے طور پر دینے کی اپیل شائع ہوئی ہے۔ جس کے مدنظر مختلف احباب کے خطوط دفتر تبشیر میں موصول ہو رہے ہیں کہ ہم ان کو کتب کس طرح بھجوائیں۔ ایسے احباب کی آگاہی کے لئے عرض ہے کہ وہ مندرجہ ذیل پتہ پر ان کو Book Post کر دیں۔ اگر انہیں وہاں بھجوانے میں دقت ہو تو دفتر تبشیر ربوہ میں بھجوا دیں۔ ہم انشاء اللہ وہاں بھیج دیں گے۔

ان کا پتہ یہ ہے:- P.O. Box-11 BO

Sieraleon

وکیل التبشیر ربوہ

دعائے مغفرت

میرے والد محترم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب شاد کا ۱۳ مئی کو بوقت چار بجے انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

جماعت کے دوستوں سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ اپنے قرب میں جگہ دے۔ اور اپنی رحمتوں اور برکات کی بارشوں سے نوازے آمین

محمود احمد بشیر ابن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب شاد مرحوم کوئٹہ

حکومت سپین کی طرف سے تبلیغ اسلام کو روکنے کا اقدام

آزادئ ضمیر کے صریحاً منافی ہے

حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ وہ اس اقدام کے خلاف سختی سے احتجاج کرے

مختلف مقامات کی احمدی جماعتوں کی قراردادیں

جماعت احمدیہ قصور

جماعت احمدیہ قصور ضلع لاہور کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت ملک عبداللہ صاحب ملز اونر پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ قصور منعقد ہوا۔ جس میں باتفاق رائے یہ قرارداد پاس ہوئی۔

"حکومت سپین نے اسلام کی تبلیغ روکنے کے لئے جو قدم اٹھایا ہے بلکہ وہاں کے مبلغ اسلام کو سپین سے نکل جانے کا نوٹس دیدیا ہے۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک یہ اقدام آزادئ ضمیر کے بالکل خلاف ہے۔ لہذا جماعت احمدیہ قصور حکومت پاکستان کی خدمت میں درخواست کرتی ہے کہ وہ حکومت سپین کے پاس پرزور احتجاج کرے اور اسے اپنا حکم واپس لینے پر مجبور کرے اگر اس نے اس حکم ناروا کو واپس نہ لیا تو حکومت پاکستان بھی عیسائی مبلغین کو پاکستان میں تبلیغ کرنے سے روک دے۔

نیز حکومت پاکستان بھی حکومت انگلستان و امریکہ اور دوسری عیسائی حکومتوں سے پرزور مطالبہ کرے کہ وہ حکومت سپین پر زور ڈالکر یہ حکم منسوخ کرائیں۔"

(محمد صادق فاروقی جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ قصور)

جماعت احمدیہ کنری

جماعت احمدیہ کنری کا ایک غیر معمولی اجلاس مؤرخہ یکم جون ۵۶ء کو زیر صدارت جناب ڈاکٹر شیخ احمد دین صاحب منعقد ہوا۔ جس میں باتفاق رائے یہ ریزولیوشن پاس کیا گیا۔

"حکومت سپین نے اسلام کی تبلیغ روکنے کے لئے جو قدم اٹھایا ہے۔ ہمارے نزدیک حکومت سپین کا یہ اقدام آزادئ ضمیر کے بالکل خلاف ہے۔ لہذا ہم حکومت پاکستان کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ حکومت سپین کے پاس ان کی اس حرکت کے خلاف پرزور احتجاج کرے اور اسے اطلاع دے کہ اگر اس نے اس ناروا حکم کو واپس نہ لیا تو حکومت پاکستان بھی عیسائی مشنریوں کو حکومت پاکستان میں تبلیغ کرنے سے روکنے پر مجبور ہو جائے گی۔

نیز حکومت پاکستان۔ حکومت انگلستان و امریکہ اور دوسری عیسائی حکومتوں سے بھی مطالبہ کرے کہ وہ حکومت سپین سے یہ حکم منسوخ کروائیں۔" عبدالغفور بھٹی سیکرٹری رشد و اصلاح کنری سندھ

درخواستہائے دعا

(۱) میری پھوپھی محترمہ فاطمہ بیگم عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ اور تکلیف دن بدن بڑھتی جارہی ہے۔ احباب کرام سے دردمندانہ التجا ہے کہ دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے انہیں شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین ایم رفیق بھٹی الیف۔ ایس سی ربوہ

(۲) میرا نواسہ جو حضرت قاضی سید امیر حسین صاحب رضی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بزرگ صحابی کا پوتا ہے کراچی میں بیمار ہے۔ بزرگان سلسلہ کی خدمت میں اس کی صحت کیلئے درخواست دعا ہے۔ سید محمد لطیف انسپکٹر بیت المال ربوہ

(۳) میں نے امسال ادیب عالم کا امتحان دیا ہے۔ بزرگان و درویشان قادیان نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ چوہدری عطاء اللہ دارالرحمت وسطی ربوہ

(۴) بندہ کی اہلیہ عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ احباب کرام ان کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ عبداللطیف بھٹی۔ ربوہ

(۵) بندہ آنکھ کے تیسرے اپریشن کے لئے آئی وارڈ سول ہسپتال کراچی میں داخل ہوا ہے اس ایک آنکھ کے کئی اپریشن ہو چکے ہیں۔ احباب کرام کی خدمت میں صحت کاملہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ عبدالغفور خان ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کراچی

سٹالن نے روس کے اعلیٰ ترین افسروں کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا

"صدر روس مارشل وار شلوف کو برطانیہ کا ایجنٹ تصور کرتے تھے" (خروشیف)

واشنگٹن ۷ جون۔ ماسکو میں روسی کمیونسٹ پارٹی کی بیسویں کانگریس کے موقعہ پر چوبیس اور پچیس فروری کو مسٹر نکیتا خروشیف نے مارشل سٹالن کے خلاف جو تقریر کی تھی۔ اس کی مزید تفاصیل موصول ہوئی ہیں۔ اس تقریر میں مسٹر خروشیف نے سٹالن پر الزام عاید کیا ہے کہ انہوں نے اپنی موت سے قبل روس کے چند اعلےٰ ترین افسروں کے قتل کا منصوبہ تیار کیا تھا۔

روسی کمیونسٹ پارٹی کے سیکرٹری اوّل مسٹر خروشیف نے اپنی تقریر میں مارشل سٹالن پر یہ الزام بھی عاید کیا وہ (سٹالن) سابق وزیر خارجہ مسٹر مولوٹوف اور پولٹ بیورو کے رکن مسٹر میکویان کو نیست نابود کر دینے کی تیاریاں کر رہے تھے

امریکی وزارت خارجہ نے پچیس ہزار الفاظ پر مشتمل مسٹر خروشیف کی تقریر کا جو متن شائع کیا ہے۔ اس میں اور بھی ایسے کئی سنسنی خیز انکشافات موجود ہیں جو ابھی تک پردہ راز میں تھے۔ اس رپورٹ کے مطابق مسٹر خروشیف نے اپنی تقریر میں کہا۔ یقیناً سٹالن نے ایسے منصوبے تیار کئے تھے جن کے تحت وہ پولٹ بیورو کے پرانے ارکان کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی پریسیڈیم میں ۲۵ افراد کے تقرر کی جو تجویز پیش کی تھی اس کا واحد مقصد یہ تھا کہ پولٹ بیورو کے پرانے ارکان کو ہٹا کر ان کی جگہ کم تجربہ کار لوگوں کو لایا جائے تاکہ وہ ہر معاملہ میں ان کی ہاں میں ہاں ملا سکیں۔

مسٹر خروشیف نے کہا سٹالن خوفناک طور پر وہم کے مریض تھے۔ یہاں تک کہ وہ بوڑھے مارشل کلیمنٹ وارشلوف کو بھی جو اب روس کے صدر ہیں برطانیہ کا خفیہ ایجنٹ اور ایک گوشہ نشیں آدمی تصور کرتے تھے۔

مسٹر خروشیف نے اپنی تقریر میں ۱۹۳۰ء کی ان تطہیری مہموں کی ذمہ داری سٹالن پر عاید کی۔ جن میں بے شمار انسانی جانیں ضائع ہوئی تھیں۔ انہوں نے کہا یہ بات بالکل درست ہے کہ ان تمام معاملات کا فیصلہ سٹالن خود کرتے تھے اور ان کے حکم یا منظوری کے بغیر خفیہ پولیس کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی تھی۔ سٹالن نے سینکڑوں افراد کو "عوام دشمن" کا خطاب عطا کیا اور خفیہ پولیس نے لاورنتی بیریا کی زیر قیادت گرفتار شدگان کا جرم ثابت کرنے کے لئے کسی ہتھکنڈے سے دریغ نہیں کیا اور اس مقصد کے حصول کے لئے اپنے دائرہ کار سے ہر ممکنہ تجاوز روا رکھا اس مرحلے پر مسٹر خروشیف نے اپنے سامعین سے استفسار کیا۔ آخر یہ بات کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنے ناکردہ جرائم کا اعتراف کر لے؟ پھر انہوں نے خود ہی اس کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ یہ صورت صرف شدید جسمانی اذیت اور

غیر معمولی دباؤ کے ذریعہ ہی پیدا ہو سکتی ہے جس کے بعد انسان اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے اس کے فیصلے کی قوت چھن جاتی ہے اور اس کا نفسانی وقار بدم توڑ دیتا ہے۔ سٹالن کے مجبوروں سے بھی اسی طرح اعتراف کرایا گیا۔

مسٹر خروشیف نے اپنی تقریر کے آغاز میں سٹالن کے لیڈر شپ پر کڑی نکتہ چینی کی اور کہا۔ اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ سٹالن نے ہر معاملے میں عدم برداشت اور بہیمیت کا ثبوت دیا اور وہ اپنے اختیارات سے ہمیشہ ناجائز فائدہ اٹھاتے رہے۔ مسٹر خروشیف نے زمانۂ جنگ میں روس کے دفاعی نظام کی خامیوں کی ذمہ داری بھی سٹالن پر ہی عاید کی اور بتایا کہ جون ۱۹۴۱ء میں جرمنوں کے حملے سے قبل ہی حکومت روس کو خبردار کیا جا چکا تھا۔ اور اس ضمن میں بروقت تیاریاں کی جا سکتی تھیں۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔

مسٹر خروشیف نے مزید کہا کہ سٹالن کسی پر بھروسہ نہیں کرتے تھے۔ اور شک کا عنصر ان کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ہم میں سے ہر شخص جسے ان کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ ملا تھا۔ ان کی اس عادت سے واقف تھا اکثر اوقات وہ اچانک کسی شخص کو مخاطب کر کے کہتے "آج تمہاری نظریں بدلی ہوئی کیوں ہیں؟" یا "آج تم اپنا منہ بار بار کیوں پھیر رہے ہو؟ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کیوں نہیں کرتے؟" ان کی اسی وہمی افتاد طبع ہی نے انہیں ہر شخص سے بدظن

کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ وہ پارٹی کے ان پرانے اور ممتاز کارکنوں پر بھی بھروسہ نہیں کرتے تھے جن کے ساتھ وہ برسوں تک کام کر چکے تھے۔"

مسٹر خروشیف نے سٹالن پر یہ الزام بھی عائد کیا کہ انہوں نے ۱۹۳۷ء-۳۸ء کے دوران متعدد فوجی افسروں اور پارٹی کے کارکنوں کو ختم کر دیا جس کا خمیازہ روس کے جنگ کے ابتدائی دنوں میں زبردست تباہی کی صورت میں ادا کرنا پڑا۔

مسٹر خروشیف نے کہا کہ جنگ کے دوران اور اس کے بعد بھی سٹالن نے کئی فوجی کمانڈروں کو محض اس لئے عتاب کا نشانہ بنایا کہ کہیں فتح کا سہرا ان کے سر نہ باندھ دیا جائے۔ ان افسروں نے زبردست جنگی خدمات سرانجام دی تھیں لیکن سٹالن محاذ جنگ کے کارناموں کو بھی اپنی ذات سے منسوب کرنے کے خواہشمند تھے

ٹیٹو اور سٹالن

ایک اور مرحلے پر مسٹر خروشیف نے سٹالن کے یہ الفاظ دہرائے کہ "اگر میں اپنی چھنگلیا کو بھی جنبش دوں تو ٹیٹو کا نام دنیا سے مٹ جائے گا" ... "مگر ٹیٹو کا نام دنیا میں باقی رہے"۔ مسٹر خروشیف نے کہا "ہم اس چھنگلیا کی جنبش کی بڑی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی ہے۔ سٹالن نے اپنا سارا زور لگا کر دیکھ لیا۔ لیکن وہ ٹیٹو کے قدم نہ اکھاڑ سکے کیونکہ ٹیٹو کو ایک ملک اور ایک قوم کی حمایت حاصل تھی ایک ایسی قوم جو اپنے لیڈروں کے ساتھ پورا تعاون کرتی ہے"۔

اوقات موسم گرما دی یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس سرگودھا

لاہور سرگودھا روٹ	۱ پہلی سروس	۲ دوسری سروس	۳ تیسری سروس	۴ چوتھی سروس	۵ پانچویں سروس	۶ چھٹی سروس	۷ ساتویں سروس	۸ آٹھویں سروس	۹ نویں سروس	۱۰ دسویں سروس
روانگی از سرگودھا	۳½	۴½	۵½	۶½	۷½	۸¾	۱۰	۱۱½	۱۳	۱۴½
آمد لاہور	۸½	۹½	۱۰½	۱۱½	۱۲½	۱¾	۱۵	۱۶½	۱۸	۱۹½
روانگی از لاہور	۳½	۵	۷½	۸	۹½	۱۰½	۱۲	۱۳½	۱۵	۱۶
آمد سرگودھا	۸½	۱۰	۱۱½	۱۳	۱۴½	۱۵½	۱۷	۱۸½	۲۰	۲۱

از سرگودھا تا گوجرانوالہ		
پہلی سروس	دوسری سروس	تیسری سروس
۵¾	۱۰½	۱۵¼

از گوجرانوالہ تا سرگودھا		
پہلی سروس	دوسری سروس	تیسری سروس
۵¾	۱۰½	۱۵¼

(جنرل منیجر)

درخواست دعا

میرے چھوٹے لڑکے شیخ لطف الرحمٰن صاحب سلمہٗ بی۔ اے کراچی کے اکاؤنٹنسی کے دوسرے حصہ کا امتحان ماہ جون ۱۹۵۶ء میں ہو رہا ہے۔ بزرگان سلسلہ اور احباب کرام سے برخوردار سلمہٗ کی نمایاں کامیابی اور کامرانی کے لئے دردِ دل سے دعا کی درخواست ہے۔

شیخ نظیم الرحمٰن

ربوہ (دارالہجرت)

متروکہ املاک سے متعلقہ تمام قوانین منسوخ کر دیئے جائیں گے

اگلے سال کے آخر تک شہری املاک کے تمام دعاوی کا تصفیہ کر دیا جائیگا (امیر اعظم)

لاہور ۷ جون - مرکزی وزیر بحالیات سردار امیر اعظم خان نے کل یہاں اس اطلاع کی توثیق کر دی ہے کہ حکومت متروکہ املاک کے متعلق تمام قوانین کو منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ آپ نے بتایا کہ مرکزی حکومت اس تجویز پر غور کر رہی ہے اور اس سلسلہ میں بہت جلد کوئی اعلان کر دیا جائیگا

سردار امیر اعظم کل شام لاہور پہنچے تھے۔

اور انہوں نے ایک پریس ملاقات میں مزید بتایا کہ متروکہ املاک سے متعلقہ قوانین کی تنسیخ کے بعد آئندہ کسی غیر مسلم (جو اب تک پاکستان میں مقیم ہے) کو تارک الوطن قرار نہیں دیا جائے گا۔

وزیر بحالیات نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ ان قوانین کے تحت مختلف علاقوں میں متروکہ املاک کے سلسلہ میں جو مقدمات زیر سماعت ہیں ان کے بارے میں مرکزی حکومت مناسب ہدایات جاری کرے گی۔

آپ نے اس یقین کا بھی اظہار کیا کہ پروگرام کے مطابق اگلے سال کے آخر تک شہری جائدادوں کے متعلق مہاجرین کے تمام دعاوی کا تصفیہ کر دیا جائے گا۔

سکندر مرزا ۱۸ جون کو افغانستان جائیں گے

کراچی ۷ جون۔ وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے اعلان کیا ہے کہ صدر سکندر مرزا ۱۸ سے ۲۳ جون تک افغانستان کا سرکاری دورہ کریں گے سکندر مرزا افغانستان کے شاہ ظاہر شاہ کی دعوت پر کابل جا رہے ہیں۔ بیگم سکندر مرزا کے علاوہ وزارت خارجہ کے سیکرٹری مسٹر ایس اے بیگ اور جائنٹ سیکرٹری مسٹر ایس ایم حسن بھی آپ کے ہمراہ ہوں گے۔

لائلپور میں سوئی گیس

ملتان ۷ جون معلوم ہوا ہے کہ سوئی گیس کو لائلپور کے راستے ملتان سے لاہور تک وسعت دی جائے گی۔ سوئی سے ملتان تک ۲۴۰ میل کے علاقے کا سروے پہلے ہی مکمل ہو چکا ہے۔ اور اب بہاولپور ڈویژن کے مختلف مقامات پر پائپ لائن بچھانے کا کام شروع ہو گیا ہے۔ ملتان سے لائلپور اور لائلپور سے لاہور تک لائن بچھانے کے لئے سروے عنقریب شروع ہو جائیگا۔ موجودہ منصوبہ کے تحت ملتان میں سوئی گیس سے ایک بجلی گھر قائم کیا جائے گا اور اس سے شمالی علاقہ کے اہم صنعتی شہروں کو بجلی بہم پہنچائی جائے گی۔ سوئی گیس کے بجلی گھر کے لئے اور پائپ لائن بچھانے کے لئے کمشنر ملتان ڈویژن نے اراضی پہلے ہی حاصل کر لی ہے۔

میرے چچازاد بھائی محمد صادق صاحب بعارضہ ٹائیفائڈ سخت بیمار ہیں۔ حالت تشویشناک ہے بزرگان سلسلہ شفائے کاملہ کے لئے درد دل سے

دعا فرمائیں

خواجہ عبدالحی ربوہ

گندم کی نقل و حمل پر پابندی

لاہور ۷ جون۔ ایک سرکاری اعلان کے مطابق مغربی پاکستان میں گندم کی فاضل پیداوار کے علاقوں میں گندم کی نقل و حمل پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ قلت کے علاقوں اور کارڈنشن بندی والے علاقوں میں اس پابندی کا اطلاق نہیں ہوگا۔

دریائے گومتی میں سیلاب

کومیلا ۷ جون۔ معلوم ہوا ہے کہ دریائے گومتی کی سطح برابر بلند ہو رہی ہے۔ کل شام کومیلا کے نزدیک دریائے گومتی کی سطح ۴۰ فٹ ۸ انچ تھی اور اس میں ایک انچ فی گھنٹہ کی رفتار سے اضافہ ہو رہا تھا۔ دریا کے کنارے واقع سب مکان زیر آب آ گئے ہیں۔ اور ایک بند کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا ہے

اعلان عام

میونسپل کمیٹی ربوہ نے سال ۵۷-۱۹۵۶ء کے لئے ہاؤس ٹیکس کی اسسمنٹ لسٹ ۶ جون تک کے لئے بغرض وصولی اعتراضات شائع کی تھی۔ اب اعتراضات وصول کرنے کی مدت ۶ جون سے بڑھا کر ۱۵ جون تک کر دی گئی ہے۔ ۱۵ جون کے بعد کوئی اعتراض وصول نہیں کیا جائے گا۔ اسسمنٹ لسٹ دفتر میونسپل کمیٹی میں اوقات کارکردگی کے دوران میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ احباب لسٹ دیکھنے کے لئے آئیں تو اپنے مکان کا نمبر ضرور نوٹ کر لایا کریں۔

المشتہر:- وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی ربوہ

(بقیہ لیڈ ص ۲)

بچوں کو ایسے ماحول میں علوم جدیدہ کی تعلیم دلانا کہ جس کے زیر اثر ان میں خدمت اسلام کا جوش اور درد پیدا ہو۔ ہر احمدی کا فرض اولین ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علوم جدید حاصل کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ان والدین پر سخت افسوس کا اظہار کیا ہے۔ کہ جو اپنے بچوں کو دینی علوم کی تحصیل سے محروم رکھتے ہیں۔ آپ علوم جدیدہ میں یکطرفہ انہماک اور بچوں کو دینی علوم سے محروم رکھنے کے برے نتائج سے خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آجکل کے تعلیم یافتہ لوگوں پر ایک بڑی آفت جو آکر پڑتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان کو دینی علوم سے مطلق مس نہیں ہوتا۔ پھر جب وہ کسی ہیئت دان یا فلسفہ دان کے اعتراض پڑھتے ہیں۔ تو اسلام کی نسبت شکوک اور وساوس ان کو پیدا ہو جاتے ہیں۔ تب وہ عیسائی یا دہریہ بن جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں ان کے والدین بھی ان پر بڑا ظلم کرتے ہیں کہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے ذرا سا وقت بھی ان کو نہیں دیتے اور ابتداء ہی سے ایسے دھندوں اور بکھیڑوں میں ڈال دیتے ہیں۔ کہ جو انہیں پاک دین سے محروم کر دیتے ہیں۔" (تقریر ۲۸ دسمبر ...)

اس کا علاج آپ نے یہ تجویز فرمایا ہے کہ علوم جدیدہ تو ضرور [illegible] کئے جائیں لیکن خدمت دین کی نیت سے اس حال میں حاصل کئے [illegible] کہ کسی آسمانی عقل رکھنے والے مرد خدا کی صحبت سے فائدہ اٹھا [illegible] تاکہ غلط راستے پر پڑنے کا کوئی امکان ہی باقی نہ رہے۔ چنانچہ [illegible] اپنی اسی تقریر میں فرماتے ہیں۔

"علوم جدیدہ [illegible] اور بڑے جد و جہد سے حاصل کرو۔۔۔ (لیکن) علوم جدیدہ کی تحصیل تب ہی مفید ہو سکتی ہے کہ جب دینی خدمت کی نیت سے ہو اور کسی اہل دل آسمانی عقل اپنے اندر رکھنے والے مرد خدا کی صحبت سے فائدہ اٹھایا جائے"

ایسی تعلیم حاصل کرنے کا شوق رکھنے والے احمدی طلبہ کو یہ سہولت روئے زمین پر تعلیم الاسلام کالج کے سوا اور کہیں میسر نہیں آ سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تاکید کے بعد ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کون ایسا احمدی طالب علم ہوگا کہ جو میٹرک کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ اور استطاعت رکھتا ہو۔ اور پھر وہ تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ نہ لے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کا ماہانہ اجلاس

(بقیہ صفحہ اول)

مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے بتایا جس طرح شدید گرمی اور شدید سردی کے مقابلے کے لئے جسم میں طاقت اور توانائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح بدی کے محرکات پر قابو پانے کے لئے باطنی قوت اور روحانی طاقت کا حصول ضروری ہے اس امر کو وضاحت سے بیان کرنے کے بعد آپ نے اس امر پر بھی روشنی ڈالی کہ روح میں یہ قوت اور توانائی کس طرح پیدا کی جا سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے حصول کے دو بڑے ذریعے ہیں اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل اور زندہ یقین دوم یہ کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کا صحیح احساس اور آپ کے وجود باجود کے ساتھ کامل محبت۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی لئے مبعوث فرمایا ہے کہ تا اللہ تعالیٰ کی ہستی کا یقین دلایا جائے

اور لوگوں کو اس پر زندہ ایمان بخشا جائے۔ نیز یہ کہ رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت کو لوگوں کے دلوں میں قائم کیا جائے۔ آپ نے کہا کہ یہ دو چیزیں جس دل میں پیدا ہو جائیں۔ وہ دل نورانی ہے۔ اور بلاشبہ وہ شخص جو ان صفات سے حقیقی طور پر متصف ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب اور ولی ہے۔ ان دو اوصاف کے پیدا ہو جانے کے بعد نماز روزہ شریعت کی پابندی اور اخلاق فاضلہ انسان کے لئے طبعی تقاضے بن جاتے ہیں: سب خرابیاں اور بے اعتدالیاں اسوقت تک ہی سر اٹھاتی ہیں۔ جبتک کہ روحانی قوت مفقود رہے یہ قوت میسر آ جائے پھر بدی کے بڑے سے بڑے محرکات بھی انسان پر اثر نہیں کر سکتے

آخر میں آپ نے نوجوانوں کو اپنے اندر روحانی قوت پیدا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔ اگر یہ قوت آپ لوگوں نے اپنے اندر پیدا کر لی تو آپ محسوس کریں گے کہ آپ ایک مضبوط چٹان پر قائم ہیں اور یہ کہ اگر مشکلات اور مصائب کے بڑے سے بڑے طوفان بھی اٹھے [illegible]